محمد یونس میو صاحب
لیکچرار اسلامیات ۔ ڈسکہ

# اسلامی حکومتیں اور احتساب

احتساب عربی زبان کالفظ ہے جس کے معانی گنتی، شمار، حساب کتاب اور آزمائش وغیرہ کے ہیں۔ انگریزی میں اس کے لئے (MAKING UP ACCOUNTS, RECKONING, COMPUTING ADMINSTRATION OF POLICE, INHIBITION ACCOUTEBILITY) کے الفاظ مستعمل ہیں۔ انسان اس دنیا میں ہمہ وقت احتساب کے عمل سے گزر رہا ہے کیوں کہ ایک بالغ باہوش انسان ہر لحہ ہر آن جو عمل بھی کرتا ہے اللہ کے فرشتے اسکو لکھ لیتے ہیں۔

وان علیکم لحفظین کراماً کاتبین یعلمون ماتفعلون۔(۱)

اور یہی لکھا ہوا ایک کتاب (نامۂ اعمال) کی شکل میں ایک دن ( یوم حساب) اس کے ہاتھوں (دائیں یا بائیں ) میں تھمادیا جائیگا۔

فامامن اوتی کتبہ بیمینہ فیقول ھآؤم اقرؤ اکتبہ انی ظننت انی ملق حسابیہ ۔ (۲)

اور وہ لوگ جن کو یہ نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ حسرت ویاس کے عالم میں کہیں گے!

" اے کاش ان کو یہ نہ ملتا اور نہ ان کو اپنے حساب کی خبر ہوتی۔ ولم ادر ماحسابیہ (۳)

دنیا میں وہ اس حقیقت سے غافل رہے کہ ان اللہ سریع الحساب (۴) حدیث میں ہے

" من حاسب نفسہ فی الدنیا لم یحسابہ اللہ یوم القیامیہ" " الحسب والمحاسب" کے اصل معانی حساب لینے والا یا حساب کرنے والا کے ہیں۔ آیت "وکفی باللہ حسیباً" میں حسیب بمعنی رقیب ہے یعنی اللہ ان کی نگہبانی کے لیے کافی ہے۔ جو ان سے محاسبہ کرے گا۔ (۵)

فحسا سبنھا حساباً شدیداً (۶) اقترب للناس حسابھم (۷)

یہ آیات اور ان جیسی تمام آیات جن میں موت، قبر بعذاب قبر، قیامت کے مناظر، معاد، میدان حشر، میزان، پل صراط اور دوزخ کے حالات کاذکر ہے، ان کا منشاء ومقصد یہی ہے کہ انسان کے

دل میں فکر آخرت جڑپکڑے اورحساب وموخذاہ کاخوف اسکے دامن گیرہوتاکہ وہ اپنے اعمال کی اصلاح کرے۔

یومئذ یصدرالناس اشتاتاًلیرواعمالھم ٥ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراًیرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراًیرہ۔ (۸) اس دن اعمال کوگننے کی بجائے تولاجائیگا۔ پھروزن کے مطابق جزا یا سزادی جائیگی۔

فامّامن ثقلت موازینہ فھوفی عیشۃ راضیہ۔ وامامن خفت موازینہ فامّہ ھاویہ (۹)

اب اگراحتساب اعمال کے اس تصورکوعقیدہ آخرت سے نکال دیاجائے (انسان غافل ہوجائے) توپھراس دنیاکی دینی، مذہبی، معاشرتی اوراخلاقی وانسانی حالت کیا ہوگی اس کا اندازہ قبل ازاسلام منکرین معاداوردورحاضرکی دنیائے کفرسے لگایاجاسکتاہے۔

بزرگان دین، اولیاء اللہ، تابعین وتبع تابعین کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اورخودحضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موت وقبر، حشراورسوال جواب کی سختی سے پناہ مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکرصدیقؓ جوعشرہ مبشرہ سے ہیں۔ احتساب اخروی کے خوف سے فرمایاکرتے تھے!

" کاش میں کوئی درخت ہوتاجوکاٹ دیاجاتا، کاش میں گھاس ہوتاکہ جانوراس کوکھالیتے، کاش میں کسی مومن کے بدن کابال ہوتا" ایک مرتبہ باغ میں ایک پرندے کودیکھ کرفرمایا! " توکس قدرلطف میں ہے کہ کھاتاپیتاہے، درختوں میں بیٹھتاہے اور قیامت کے محاسبہ کاکوئی خطرہ نہیں"۔ (۱۱)

حضرت عمرؓ کے بارے میں مشہور ہے۔ ایک تنکاہاتھ میں لیے فرماتے کاش میں یہ تنکاہوتا اور کبھی فرماتے کاش میری ماں نے مجھے جناہی نہ ہوتا۔ (۱۲) صحیح بخاری اور طبقات ابن سعدمیں حضرت عائشہؓ سے بھی بالکل اسی طرح یہ اقوال منقول ہیں۔ پس جس طرح آخرت اور اس کے عذاب وثواب برحق ہیں اسی طرح یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نےآخرت کے حساب کتاب کے علاوہ اس دنیاوی زندگی کی تہذیب اوراصلاح احوال کیلئے بھی حدودوتعزیرات کا ایک نظام قائم کیاہے۔ سلطنت کے طول وعرض میں سیاسی ومعاشی استحکام، معاشرتی امن وامان اوراخلاقی اصلاح اورنظم وضبط عامہ کے قیام کیلئے ان حدودوتعزیرات کا منصفانہ ، مساویانہ اورآزادانہ استعمال بہت ضروری ہے۔ اورسچ تویہ ہے کہ اسلامی سزاؤں کایہی غیرجانبدارانہ اطلاق اصل احتساب ہے۔

ڈاکٹرعبدالجبارالجومرد، پروفیسر بغدادیونیورسٹی احتساب کی ابتداء کے بارے میں رقمطرازہیں۔

" اگرچہ نظام احتساب کی ابتداء خلفاء راشدین کے عہدسےچلاآرہاہے۔ اس نظام کے بانی حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ تاہم حسبۃ (محتسب کاکام) اور محتسب کے اصطلاحی الفاظ عباسی

دور کے ابتداء میں رائج ہوئے تھے"۔ (۱۳) حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کا احتساب بڑی سختی سے کرتے تھے۔ ان کے مکانات، اثاثہ جات، اراضیات سے لے کر ملبوسات تک کی خبر رکھتے تھے۔ (۱۴)۔

ہرسال حج کے موقع پر کھلی کچہری لگتی تھی اور تمام عاملوں کو عوام کی عدالت میں پیش کیا جاتا تھا۔ (۱۵) ذرا ذرا سی شکایات کی تحقیقات کرتے تھے۔ آپ نے باقاعدہ احتساب کا شعبہ قائم کیا اور ایک بزرگ صحابی محمد بن سلمۃ انصاری رضی اللہ عنہ کو محتسب مقرر کیا۔ (۱۶) بعض اوقات ہنگامی (EMERGENCY) طور پر تحقیقاتی کمیشن ترتیب دیتے جو بلاتاخیر اپنی تحقیقات (رپورٹس) خلیفہ کو پیش کرتا تھا۔ ایک دفعہ خبر ملی کہ عامل مصر عیاض بن غنم باریک کپڑے پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان مقرر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمۃ کو بلایا اور کہا کہ عیاض کو جس حالت پاؤ ساتھ لے آؤ۔ محتسب نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ واقعی دروازے پر دربان تھا اور عیاض ایک باریک کرتہ پہنے بیٹھے تھے۔ اسی ہیت اور لباس میں ساتھ لے کر مدینہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کرتہ اترواکر کمبل پہنایا اور بکریوں کا گلہ دے کر حکم دیا کہ جنگل میں لے جاکر چراؤ۔ (۱۷)۔ غیر جانبدارانہ احتساب کی ایک اور مثال بھی ملاحظہ ہو۔

" آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن نے جو مصر میں تھے ایک دوست کے ساتھ نبیذ کا شوق کیا جس سے انکونشہ ہوگیا۔ گورنر مصر حضرت عاص ؓ عنہ نے سزا میں کچھ نرمی برتی تو آپ نے انہیں خط لکھا کہ عبدالرحمن کو ایک اونی چغہ پہناؤ اور پالان پر سوار کرکے مدینہ روانہ کرو۔ وہ اس حالت میں مدینہ پہنچے کہ ان سے چلا بھی نہیں جاتا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ان کی سفارش بھی کی لیکن آپ نے اپنے بیٹے کو سزادی اور قید کردیا وہ حالت قید میں بیمار ہوئے اور وفات پاگئے" (۱۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی انکوائری اور خالد بن ولید کی تحقیقات پر معزولی احتساب فاروقی کے اہم واقعات میں سے ہیں۔ حضرت خالد جیسا عظیم سپہ سالار اپنی تنزلی کا حکم سنتا ہے اور کہتا ہے میں نے سنا اور مانا اور میں اب بھی اپنے افسروں کے احکام ماننے اور خدمات بجالانے کو تیار ہوں" عمال فاروقی کی اس غیر مشروط اطاعت کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "ابن خطاب! تمہارے سپاہی اس لئے امین ہیں کہ تم امین ہو"

حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ زہدوفقر کی زندگی بسر کی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قدامت اور ہجرت کے لحاظ سے بہت سے لوگوں کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

پر فضیلت حاصل ہے، لیکن زہدو قناعت میں وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں" (۲۱)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں "کہ عمرفاروقؓ خطبہ دے رہے تھے میں نے شمار کیا تو ان کے تہ بند میں بارہ پیوند تھے" (۲۲) اس مشقت کو صرف اپنی ذات تک محدود نہ رکھتے تھے بلکہ آپؓ کے اہل خانہ، بیٹے، پوتے، بیٹیاں اور نواسیوں تک کا یہی حال تھا۔ اس زہدو تقویٰ کے باوجود اکثر فرماتے تھے "واللہ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ" (۲۴) بیت المال (خزانہ) پہ تصرف کا یہ عالم تھا کہ اپنے علاج کی غرض سے شہد کی ضرورت پیش آئی تو ایک کپا شہد کے لیے شوریٰ کا اجلاس طلب کیا" (۲۵) مال غنیمت آیا اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا! "جان پدر تراحق میرے ذاتی مال میں ہے یہ تو غنیمت کا مال ہے۔ تو نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا یہ خشک جواب سن کر وہ غریب لوٹ گئیں"۔ (۲۶) حکومتی مداخلت اور احتسابی عمل دخل کے ایک واقعہ پر اس باب کو ختم کرتا ہوں۔

" ایک دفعہ یمنی چادریں آئیں، آپؓ نے سب کو ایک ایک چادر دی اور خود بھی ایک ہی رکھی۔ وہ چادر آپ کے لئے ناکافی تھی۔ چنانچہ آپؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی چادر بھی باپ کو دے دی۔ جب عمرؓ ان چادروں کا کرتہ پہن کر منبر پر آئے اور حسب معمول کہا "اسمعوا واطیعوا" تو مجمع سے آواز آئی ہم نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے آپؓ منبر سے نیچے اتر آئے اور کہا ابو عبداللہ (سلمان فارسی) کیا بات ہے۔ کہا عمرؓ تم نے دنیاداری برتی ہے۔ تم نے ایک ایک چادر تقسیم کی تھی اور خود دو چادریں پہن کر آئے ہو اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وضاحت کی" (۲۷) آپؓ کا قول ہے" اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ محاسبہ خویش تمھارے حساب کتاب کو آسان کردے گا۔" (۲۸) آپؓ کے جانشینوں نے بھی احتساب کو قائم رکھا۔ حضرت عثمانؓ فطرتاً حلیم الطبع تھے، نرم خو اور خطاپوش تھے۔ آپؓ میں عفوودرگزر کا پہلو غالب تھا اس لیے آپؓ نے مواخذہ اور احتساب میں وہ سختی نہ برتی جو حضرت عمرؓ کا طرہ امتیاز تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے عمال کی سختی سے بازپرس کرتے تھے۔ منذر بن جارود والی اصطخر کو سیروشکار، کتوں سے کھیلنے اور فرائض منصبی میں غفلت برتنے پر معزول کردیا۔ (۲۹) اپنے ایک اور عامل کو تحریری سرزنش کی کہ تم عیش وتنعم کی زندگی مت بسر کرو، بخورات اور روغنیات کے استعمال سے باز آؤ اور اپنے نفس کی اصلاح کرو"۔ (۳۰) حضرت علیؓ تحریری بازپرس کے علاوہ خصوصی تحقیقاتی کمیشن بھی تشکیل دیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کعب بن مالک

انصاری کو عراق کے حکام کی تحقیقات پر مامور فرمایا اور یہ ہدایت کی کہ " تم چند آدمیوں کو ساتھ لے کر عراق جاؤ اور ہر ایک ضلع میں جاکر وہاں کے عمال کی تحقیقات کرو اور انکی روش پر نظر ڈالو"۔ (۳۱)

حضرت علیؓ کی اپنے عمال سے بازپرس کا یہ عالم تھا کہ اکثر عمال آپؓ سے ناراض ہوکر آپکی حمایت سے دست کش ہوگئے۔ ان لوگوں میں مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی (۳۲) کے علاوہ آپؓ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ ،حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے عالی مرتبت صحابی شامل تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد بنوامیہ کا زمانہ آتا ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ حکومت بنوامیہ کے بانی تھے۔ زراعت، دفاع، بحری و بری فوج کی تنظیم ،نئے شہروں کی آبادی آپؓ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں۔ ذمیوں کے حقوق کی پاسداری، عدل وانصاف اور رعایا کی دادرسی کے ضمن میں بھی آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپؓ دربار میں آنے سے پہلے روزانہ مسجد میں رعایا کی شکایات سنتے اور موقع پر ہی ان کا تدارک کردیتے تھے۔ آپؓ کا شمار عرب کے مدبروں میں ہوتا ہے۔ (۳۳)

خلفاء بنوامیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز(۷۱۷، ۷۱۹) کا دور فاروقی خلافت کی یادتازہ کر گیا۔ آپؓ نے سب سے پہلے ان جاگیروں ،جائیدادوں اور ممالک محروسہ کے غصب شدہ مال املاک کو واپس کرایا جن کو خلفاء اموی، شاہی خاندان کے افراد، عمال اور دیگر عمائد سلطنت نے غیر شرعی طور پر اپنے قبضہ میں کرلیا تھا۔ شاہ معین الدین ندوی، سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، ابن جوزی کے حوالہ سے حضرت عمر کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

" بنی مروان تم کو شرف اور دولت کا بڑا حصہ ملا ہے۔ میرا خیال ہے کہ امت کا نصف یا دو تہائی مال تمہارے قبضہ میں ہے" (۳۴) یہ سن کر آل مروان نے جواب دیا" خدا کی قسم جب تک ہمارے سرتن سے جدا نہ ہوجائیں گے اس وقت تک جائیدادیں واپس نہیں ہوسکتیں" (۳۵)

ان بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ احتساب اور واگزاری کا یہ عمل آپ نے اپنے خاندان اور گھر سے شروع کیا۔ آپ نے فرمایا" خدا کی قسم اس حق میں تم میری مدد نہ کروگے تو میں تم کو ذلیل ورسوا کر کے چھوڑوں گا"۔ اسکے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے تقریر فرمائی۔ ان لوگوں (اموی خلفاء) نے ہم ارکان خاندان کو ایسی جاگیریں اور عطایا دیئے، خدا کی قسم جن کے دینے کا ان کو کوئی حق نہ تھا اور نہ ہمیں ان کے لینے کا اب میں ان سب کو ان کے اصل حقداروں کو واپس کرتا ہوں اور اپنی ذات اور خاندان سے شروع کرتا ہوں" (۳۶)

یہاں یہ امرلائق توجہ ہے کہ ہمارے ملک میں احتساب کے نتائج اس وقت تک برآمد نہیں ہوسکتے جبتک حکمران خوداپنے آپ کو احتساب کے لیے عوامی اور قانونی عدالتوں میں پیش نہیں کریں گے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیت المال کی جوحالت تھی اس کی طرف ان ہی کے الفاظ میں اشارہ کردیاگیا ہے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اموال مغصوبہ کاایک بہت بڑا حصّہ بیت المال میں واپس کردیاگیاتھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے سب سے پہلے اپنے پورے خاندان کی جاگیرواپس کی یہاں تک کہ آپ نے اپنے گھرکاذاتی آثاثہ، نقدی، خچر، گھوڑے، قناعتیں ،اپنی بیوی کے زیورات، جواہرات ، قیمتی سازوسامان کے علاوہ اپنے بیٹے کی انگوٹھی کا قیمتی نگینہ بھی فروخت کردیااور رقوم بیت المال میں جمع کرادیں۔" (۳۷) "مذک" جومروان کی جاگیربن چکاتھا اس کو حضورؐ کے زمانے کی حالت پرلائے۔ نومسلموں کوجزیہ سے آزادکردیاگیا۔ بیت المال کی حفاظت کاسخت انتظام تھا۔ ایک مرتبہ یمن کے بیت المال سے ایک اشرفی گم ہوگئی توآپ نے وزیرخزانہ کولاپرواہی کامجرم قراردیتے ہوئے شرعی صفائی پیش کرنے کولکھا(۳۸)۔ شعبہ مالیات کے علاوہ آپ نے احیائے شریعت اوراصلاح اخلاق کے باب میں گراں قدرانقلابی خدمات سرانجام دیں۔ عمّال کے نام ایک فرمان جاری کیاکہ کوئی ذمّی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لانے پائے۔ نیز شراب کی دکانوں کوحکماً بندکردیا۔ (۳۹)

ہمارے یہاں غیرمسلم آبادی کوشراب کے پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ ان کو کھلے عام شراب نوشی کی اجازت ہے۔ مقامی سطح پرشراب کشید کیجاتی ہے اورڈنکے کی چوٹ پریہ مذموم کاروبارہورہا ہے۔ جس کے دینی واخلاقی نقصانات تواپنی جگہ مسلمّہ ہیں لیکن بعض اوقات قیمتی انسانی جانیں بھی ضائع ہوجاتی ہیں۔ ان حالات میں جب ملکی وغیرملکی شراب آسانی سے میّسرہوصرف اخلاقی پابندیاں ہمارے نوجوانوں کو شراب نوشی سے باز نہیں رکھ سکتیں۔ یہ تووہی بات ہوئی ناکہ :

؎ درمیان قعردریاتختہ بندم کردئی بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیارباش

امن وامان کایہ عالم تھاکہ شیراوربکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے( محاورةً نہیں بلکہ حقیقتاً )اس ضمن میں ایک واقعہ بھی مشہورہے کہ موسیٰ بن اعین ،کرمان کے جنگل میں بکریاں چرارہے تھے کہ ایک شیرنے بکری پرحملہ کردیا توموسیٰ بن اعین کی چیخیں نکل گئی اوربے اختیار " اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھاکہ امیرالمومنین کاانتقال ہوگیا۔ (۴۰) آپ کے بعدکوئی قابل ذکر اموی حکمران نہیں گزرااگرچہ فتوحات ہوتی رہیں۔

ہشام بن عبدالملک (۱۲۵ھ۔۱۰۵ھ) کے بارے میں ابن اثیرنے لکھاہے کہ وہ رعایاکی اخلاقی

نگہداشت کرتا تھا اور عوام کو گانے بجانے، شراب وکباب سے باز رکھتا تھا اور انکے مشاغل پر سزا بھی دیتا تھا۔ (۴۱)

بنوامیہ کے بعد بنو عباس کی خلافت قائم ہوئی جو کم از کم پانچ صدیوں پر محیط ہے۔ ابوالعباس بن محمد المعروف بہ سفاح (۷۴۷،۷۵۰) سے مستعصم باللہ (۱۲۴۱، ۱۲۸۷ء) تک تقریباً ۴۰ خلفاء گزرے جن میں ابوجعفر منصور، ہارون الرشید، مامون اور معتصم کے نام قابل ذکر ہیں۔ منصور طبعاً سخت گیر، درشت مزاج مگر اعلیٰ درجہ کا منتظم ثابت ہوا۔ اس کی پیدائش کے بارے میں علامہ ابن کثیر نے عجیب واقعہ لکھا ہے۔ "جب منصور اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو اس کی ماں نے خواب دیکھا کہ مجھ سے ایک شیر نکلا ہے اور وہ اپنے اگلے ہاتھوں پر کھڑا دہاڑتا ہے اور سب شیر اس کے آگے سجدہ کرتے ہیں"۔ (۴۲) عدل وجود کے بارے میں اس کی سیاست یہ تھی کہ حکومت کے باغیوں کے بارے میں کسی قسم کی رعایت نہ برتتا تھا۔ امام نفس ذکیہ، ابراہیم اور ان کے بھائیوں کے قتل اور گرفتاریوں کے حوالہ سے وہ راہ اعتدال سے ہٹا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن امن پسندوں اور رعایا کے لیے وہ اصولاً اور عملاً دونوں حیثیتوں میں عادل تھا۔ تاریخ بغداد (عربی) میں اس کا یہ قول منقول ہے۔

" الخليفة لا يصلحه الا التقوى، والسلطان لايصلحه الا الطاعة، والرعية لايصلحها الا العدل" (۴۳)

تاریخ ابن اثیر (عربی) میں اس کی سلطنت کے چار بنیادی ارکان کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

ایک قاضی جو بغیر خوف لومۃ لائم منصفانہ فیصلہ کرے، دوسرے پولیس جو قوی کے مقابلے میں کمزور سے انصاف کرے، تیسرے تحصیلدار جو پورا خراج وصول کرے لیکن رعایا پر ظلم نہ ہونے پائے۔ چوتھے پرچہ نگار (صحافی) جو ان لوگوں کو صحیح اطلاع دیتا رہے۔ (۴۴)

منصور کے بعد حکومت کی باگ ڈور مہدی اور ھادی کے ہاتھوں سے گزر کر ہارون رشید کے مضبوط اور پر حکمت ہاتھوں میں پڑ گئی۔ ہارون متضاد اوصاف کا مالک تھا۔ ایک طرف اس کی بڑی پر شکوہ، رنگین اور عیش پرستانہ زندگی نے عباسی تہذیب کو تماشاگاہ عالم بنا دیا تھا تو دوسری طرف وہ نہایت دیندار، شب بیدار، پابند شریعت، زاہد و متقی، عالم دوست، علماء نواز اور رعایا پرور حکمران دکھائی دیتا ہے۔ بغدادی فرماتے ہیں "کہ وہ روزانہ (۱۰۰) رکعت نفلیں پڑھتا تھا اور ہزار درہم روزانہ خرچ کرتا تھا اکثر حج کرتا اور سو (۱۰۰) علماء و فقہا کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا"۔ (۴۵) ہارون اپنے تمام عمال، تحصیلدار، والیان خراج اور قاضیوں کے تقرر میں خاص احتیاط برتتا تھا۔ نیک، صالح، قابل حضرات ہی کو ان عہدوں پر تعینات کیا جاتا تھا۔ ایک اور بات عہد ہارون میں خاص ہے:

وہ ”خبر رسانی اور پرچہ نگاری“ کا نظام ہے یہ ایک باقاعدہ سرکاری محکمہ تھا جس میں ہر شہر اور آبادی کے عادل اور ثقہ لوگوں کا انتخاب عمل میں آتا تھا۔ (۴۶)

ہارون کے بعد اس کا بیٹا مامون برسراقتدار آیا۔ یہ عہد علم وادب کے اعتبار سے تاریخ اسلام کا سنہری دور کہلاتا ہے وہ ذاتی طور پر قرآن، تفسیر، فقہ، فرائض، ادب، شاعری، طب، فلسفہ، نجوم، ریاضی جیسے فنون میں کامل دسترس رکھتا تھا۔ رعایا پروری اور عدل وانصاف کے واقعات بھی کتب تاریخ میں محفوظ ہیں۔ روایت ہے کہ اتوار کے دن صبح سے ظہر تک رعایا کی شکایتیں سننے کے لیے خود بیٹھتا تھا۔ اس کی ایوان عدل میں ادنیٰ واعلیٰ اور اپنے بیگانے سب برابر تھے۔ تاریخ اسلام میں عقد الفرید کی روایت موجود ہے۔

” ایک مرتبہ بوڑھی عورت نے استغاثہ کیا کہ مامون کے لڑکے عباس نے اسکی جائیداد پر غاصبانہ قبضہ کرلیا ہے عدالت لگی توشہزادہ فرط ادب میں آہستہ آہستہ بولتا تھا جبکہ بوڑھیا بلند آواز میں۔ جب وزیر دولت نے اسے بے ادبی سے تعبیر کیا تو مامون نے کہا بوڑھیا کو بولنے دو حق نے اسکی آواز بلند کردی ہے اور عباس کو گونگا کردیا ہے۔ بیانات سننے کے بعد فیصلہ بوڑھیا کے حق میں دیا“۔(۴۷) مامون نے مرض الموت میں اپنے بیٹے کی بجائے اپنے بھائی محمد معتصم باللہ کو ولی عہد مقرر کردیا۔ معتصم فطرتاً آرام پسند حکمران تھا۔ ابن اثیر کی روایت ہے کہ اسے صرف دو چیزوں کا شوق تھا۔ حکومت کی شان وشوکت اور میدان کارزار کے مناظر۔ اس کا روپیہ انہیں دو چیزوں میں صرف ہوتا تھا۔(۴۸) معتصم کے بعد عباسی حکومت کا تنزل شروع ہوا جو ۴۰۰ سال پر پھیلا ہوا ہے۔ آخر کار مستعصم باللہ کے زمانے میں تاتاریوں نے ہلاکو خان کے کمان میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

• ترکستان کی عثمانی حکومتوں نے بھی احتساب کے نظام کو رائج کیا۔ سلطنت عثمانیہ میں منڈیوں کی نگرانی، ٹیکس عائد کرنا اور وصول کرنے کے علاوہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا دینی فریضہ بھی محتسب ہی ادا کرتے تھے۔ ترکیوں نے اسلامی عدالت ومساوات کے روشن باب رقم کیے:

برصغیر پاک وہند میں بھی مسلمان حکمرانوں نے احتساب کے نظام کو قائم رکھا۔ سلاطین دہلی میں غیاث الدین بلبن اچھی حکومت کے لیے محکمہ احتساب کو ضروری سمجھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے دور حکومت میں چھوٹے چھوٹے قریوں سے لے کر بڑے بڑے شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر کیے تھے۔ بلبن اپنے امراو وزراء کا احتساب بڑی سختی سے کرتا تھا۔ محمد قاسم فرشتہ راوی ہے۔

" ملک لعیق جو شاہی امراء میں ۴ ہزار سواروں کا مالک اور بدایون کا صوبیدار تھا۔ اس نے ایک فراش کو اس قدر درے مارے کہ وہ بے چارہ مرگیا۔ بلبن نے بیوہ کی فریاد پر لعیق کو اتنے درے مارے کہ وہ بھی مرگیا۔ اس نوع کے متعدد واقعات تاریخ فرشتہ میں مذکور ہیں۔ اودھ کے حکمران ھیبت خان نے سرمستی کے عالم میں ایک شخص کو ہلاک کردیا۔ بلبن کی عدالت نے اسے پانچ سو دروں کی سزا دی اور سزا کے بعد مقتول کی بیوہ کے حوالہ کردیا"۔ (۴۹)

علاؤ الدین خلجی نے احتساب کا عمدہ نظام متعارف کرایا۔ امیر غریب، کمزور طاقتور کے فرق کو بھلادیا۔ دیہات کے مکھیوں اور چودھریوں کو عام لوگوں کے مقابلے میں جو امتیازیات حاصل تھے انہیں ختم کردیا۔ زمینداروں، جاگیرداروں سے زائد اراضی، مویشی، گائے، بھینس، بکریاں وغیرہ لے کر غریبوں میں تقسیم کردیں۔ خلجی نے اوپر سے نیچے تک احتساب کا مربوط نظام قائم کیا۔ پٹواری سے تحصیلدار تک کا احتساب ہوتا تھا۔" (۵۰)

مغلوں میں جہانگر کا عدل اور اورنگ زیب عالمگیر کا احتساب تو تاریخ اسلام کے سنہری باب ہیں۔ جہانگیر "تزک جہانگیری" میں اپنے معمولات کے بارے میں رقمطراز ہے۔

" ........ قاضی و میر عدل کی ممکنہ لاپرواہی کی وجہ سے ہر روز نماز ظہر کے بعد عوامی عدالت لگاتا ہوں۔ تاکہ انصاف کے تقاضے پورے کرسکوں" (۵۱)

رشید اختر ندوی " عالمگیر نامہ " کے حوالہ سے عالمگیر کے نظام عدل کے مقاصد بیان کرتے ہیں:

" کہ یکے از فضلائے پایہ سریر اعلیٰ کہ بہ صفت تدین مسلمانی و سمت فقاہت و مسئلہ دانی موسوم باشد، بخدمت احتساب منصوب سازند تا خلائق از ارتکاب منہیات و محرمات خصوصاً شرب و خمر و خوردن بنگ و بلوزو سائر مسکرات و مباشرات فواحش و زانیات منع و زجر کردہ حتے المقدور از قبائح اعمال و شنائع افعال باز دارد"۔ (۵۲)

عالمگیری احتساب کا دائرہ کار صرف دار الخلافہ تک محدود نہ تھا بلکہ سلطنت کے طول و عرض میں اس کی شاخیں موجود تھیں۔ اختر ندوی صاحب محکمہ احتساب کے اسلامی و اصلاحی کارناموں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

" اورنگزیب نے محکمہ احتساب قائم کرکے عوام کو گو جبراً نماز پڑھائی، گو جبراً سچ بولوایا، گو جبراً جھوٹ اور فریب دینے سے روکا، گو جبراً شراب پینے اور زنا کرنے سے باز رکھا، لیکن یہ جبر کتنا پیارا تھا جس سے نیکی کا سر اونچا ہوا اور بدی سرنگوں ہوئی"۔ (۵۳)

محولہ بالاواقعات کے علاوہ الگ سے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وطن عزیز کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، دینی اور اخلاقی حالات کس قسم کے احتساب کا تقاضاکرتے ہیں۔ اور کیا اب عوام فاروق اعظم، عمربن عبدالعزیز اور اورنگزیب عالمگیر جیسے احتساب کے متحمل ہوسکتے ہیں؟

جی ہاں عوام تو متحمل ہوسکتے اس لیے کہ ایک عام آدمی براہ راست احتساب کی زد میں نہیں آتا جیسا کہ آپ نے مندرجہ بالا بحث میں نوٹ فرمایا ہے کہ مواخذہ کاحقدار ہمیشہ برسراقتدار طبقہ ہی رہاہے اور اب پاکستان میں عوام اس طبقہ کااحتساب چاہتے ہیں۔ پی پی پی کی شکست اور وطن عزیز میں مسلسل احتساب کے مطالبے سے اس عمل کا آغاز ہوچکا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حکمران بھی ایسا احتساب کرنے اور کروانے کوتیارہیں؟ اب اگر اس احتساب کی عملی شکل کہیں دیکھنے کوملتی ہے تووہ افغانستان میں طالبان کے اسلامی، انقلابی اور اصلاحی اقدامات ہیں جن سے نہ صرف عالمگیری احتساب بلکہ خلفائے راشدین کے زمانے کی یادیں تازہ ہورہی ہیں۔ اس تحریک میں آپ کوحضرت مجددالف ثانی کی تحریک احیائے اسلام، مولانا شریعت اللہ کی تحریک فرائض اورشاہ ولی اللہ کی تحریک جہاد کاتسلسل اورروح دکھائی دے گی۔

طالبان کے افغانستان میں شرعی پردہ کا نفاذ، مخلوط تعلیم کا خاتمہ، اسلامی عبادات نماز، روزہ، زکوۃ اور جہاد وغیرہ کی پابندی، اسلامی حدود کانفاذ، جن میں قصاص، رجم وغیرہ خاص طور پرقابل ذکرہیں۔ فوری انصاف کی فراہمی، اسلامی وضع قطع اپنانا اوراسلامی طرز بودوباش اختیارکرنا ایسی اصلاحات ہیں جیسی عرب میں خلیفہ عمربن عبدالعزیز اور برصغیرمیں اورنگزیب عالمگیرنے جاری کیں تھی۔ ان اقدامات میں غیروں کاواویلاتو سمجھ میں آتاہے لیکن خودمسلمان ملکوں کاردعمل غیرمتوقع ہونے کے ساتھ افسوسناک بھی ہے۔ شرعی پردہ اور مخلوط تعلیم نسواں پرپابندی عائدکرکے طالبان نے حقوق نسواں کوپامال نہیں کیا بلکہ یہی ایک چیز ہے جوایشیاء میں اسلامی ثقافت کے احیاء کاپیش خیمہ بن سکتی ہے۔

لیکن افسوس آج ہم اسلام سے اس قدر غیرمانوس ہوگئے کہ حقیقی اسلام سے ہمیں خوف آنے لگاہے۔ اردگرد کے ممالک کی پریشانی دیدنی ہے، طالبان پرکانفرنسیں ہورہی ہیں، وفاداریاں ادھرسے ادھر ہورہی ہیں اور نئے نئے غیرفطری اتحاد عمل میں آرہے ہیں۔ اور نہ جانے کیا کیا؟

اس کے باجود ہمیں امید ہے کہ تاریخ طالبان سے انصاف کرے گی۔ اور مستقبل کامورخ جب ان کی فتوحات، اصلاحات کے اسباب اوردوررس نتائج واثرات پرسنجیدگی سے غورکرے گا

توبدگمانیوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور سامنے پرامن ، پرسکون اور خوشحال افغانستان دکھائی دے گا۔ جس پر دنیا کی بڑی بڑی جمہوریتیں رشک کریں گی۔ (انشاء اللہ)۔

# حواشی و حوالہ جات

۱)۔ سورۃ الانفطار آیت ۱۲،۱۱۔ (۲)۔ سورۃ الحاقۃ ، آیت ۱۹۔

۳)۔ ایضاً ، آیت ۲۶۔ (۴)۔ سورۃ الحجر، آیت ۵۱۔

۵)۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن (اردو) جلداول، ترجمہ محمد عبداللہ شاہ جہان پوری ، شیخ شمس الحق، اقبال ٹاؤن ، لاہور ، جون ۱۹۸۷ء ، ص ۳۳۲۔

۶)۔ سورۃ الطلاق ، آیت ۸۔ (۷)۔ سورۃ انبیاء ، آیت ۱۔

۸)۔ سورۃ الزلزال ، آیت ۸۔ (۹)۔ سورۃ القارعہ ، آیت ۶ تا ۹۔

۱۰)۔ وہ دس صحابہؓ جن کو حضورؐ نے ان کی زندگیوں میں جنت کی بشارت دی۔

۱۱)۔ طبقات ابن سعد، تاریخ الخلفاء اور کنزالعمال میں اس قسم کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے مولانا یوسفؒ کی معروف کتاب " حکایات صحابہ " ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۱۲)۔ حوالہ نمبر ۱۱ کے علاوہ محمد حسین ہیکل کی معروف کتاب " عمرفاروق اعظمؓ " اور مولانا شبلی کی " الفاروق " کا مطالعہ کیجئے۔

۱۳)۔ ڈاکٹر عبدالجبار ، پروفیسر بغداد یونیورسٹی ، خلیفہ ابوجعفر منصور، جلداول، ترجمہ سید رشید احمد، نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع اول ۱۹۸۵ء ص ۵۵۱۔

۱۴)۔ مولانا شبلی نعمانی، الفاروق ، مکتبہ رحمانیہ ، لاہور، سن ندارد ، ص ۱۹۹۔

۱۵)۔ ایضاً ، ص ۲۰۰۔ (۱۶)۔ ایضاً ، ص ۱۰۲۔ (۱۷)۔ ایضاً ، ص ۲۰۲۔

۱۸)۔ جناب پرویز صاحب شاہکار رسالت ادارہ طلوع اسلام ، لاہور ، چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۷ء ، ص ۲۴۸

۱۸)۔ کتاب کے اسی صفحہ پر حضرت عمرؓ کا وہ خط بھی موجود ہے جو آپ نے گورنر مصر عیاض بن غنم کو لکھا تھا۔ یہی خط " حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط " مرتبہ ڈاکٹر خورشید احمد فاروق ، کے صفحہ ۱۲۴ سے ۱۳۰ پر بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اس مجموعہ کو محمد علی خان دیوان نے کراچی سے مارچ ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔ یہی واقعہ جناب محمد حسین ھیکل نے " عمرفاروق اعظمؓ " کے صفحہ ۶۰۱ پر لکھا ہے۔

۱۹). الفاروق، ص ۲۰۲۔ (۲۰). شاہکار رسالت، ص ۲۱۸ تا ۲۲۵۔

۲۱). شاہ معین الدین ندوی، تاریخ اسلام، جلد اول، ناشران قرآن، لاہور، سن ندارد، ص ۱۔

۲۲). ایضاً، ص ۱۹۶۔

۲۳). شاہکار رسالت، ص ۲۵۸۔

۲۴). محمد حسین ہیکل، عمر فاروق اعظم، ترجمہ حبیب اشعر، مکتبہ ہری لائبریری، لاہور، بار ہشتم ۱۹۸۶ء
ص ۵۹۰۔

۲۵). ایضاً۔ (۲۶). ایضاً۔

۲۷). شاہکار رسالت، ص ۲۹۵۔

۲۸). حافظ جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، اقبال الدین احمد، نفیس اکیڈمی، کراچی، مئی ۱۹۸۹ء
ص ۱۴۳۔ نیز دیکھیئے شاہکار رسالت، ص ۲۹۱۔

۲۹). تاریخ اسلام، ص ۲۹۴۔ بحوالہ یعقوبی ج ۲، ص ۲۴۰۔ (۳۰). ایضاً۔

۳۱). نہج البلاغہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، اشاعت پنجم ۱۹۸۳ء، ص ۹۶۔

۳۲). یہ اردشیر کے عامل تھے۔ انہوں نے بیت المال سے خرچ لے کر ۵ سو لونڈی اور غلام خرید کر آزاد کیے۔ حضرت علیؓ نے رقم کا مطالبہ کیا تو ناراض ہو کر حضرت ہادیہ کے پاس چلے گئے۔
(نہج البلاغہ، ص ۹۶)

۳۳). اموی فرمانرواں مروان بن حکم کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ام عاصم حضرت عمر فاروقؓ کی پوتی تھی۔ ایک رات فاروق اعظمؓ گشت پر تھے کہ ایک گھر سے آواز آئی بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملادو۔ بیٹی نے کہاں اماں آپ کو معلوم نہیں کہ امیرالمومنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے۔ ماں نے بیٹی کو ڈانٹا یہاں کونسا امیرالمومنین تمھیں دیکھ رہا ہے۔ بیٹی نے جواب دیا امیرالمومنین تو نہیں دیکھ رہا اسکا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ بعدازاں آپؓ نے اپنے بیٹے عاصم کی شادی اس لڑکی سے کردی جس کے بطن سے حضرت عمر بن العزیز پیدا ہوئے۔ (شاہکار رسالت، ص ۳۰۱) " سیرت عمر بن العزیز" میں مزید لکھا ہے کہ یہ لڑکی بنی ہلال کی تھی۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیئے ص ۳۷ یا ۳۹۔

۳۴). تاریخ اسلام، جلد دوم، ص ۴۹۹۔

۳۵). ایضاً (۳۶). ایضاً۔

۳۷)۔ علامہ عبدالعزیز سیّد الدہل، سیرت عمر بن عبدالعزیز، مترجمہ مولانا راغب رحمانی، نفیس اکیڈمی، کراچی، طبقے دوم ۱۹۷۸ء، ص ۳۷ تا ۹۳۔ نیز دیکھئے طبقات ابن سعد (عربی) جلد ۵، ص ۲۵۲

۳۸)۔ تاریخ اسلام، جلد دوم، ص ۵۰۴ (بحوالہ سیرت عمر بن عبدالعزیز ابن جوزی)

۳۹)۔ ایضاً، ص ۵۱۱۔

۴۰)۔ ماہنامہ "الفاروق" کراچی، جلد نمبر ۵، شمارہ نمبر ۹، (رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ)، آخری صفحہ۔

۴۱)۔ محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف "علامہ ابن اثیر"، الکامل فی التاریخ لابن الاثیر الائر (عربی)، الجزالخامس، حمادالکتاب العربیہ، بیروت، لبنان، ۱۳۸۷ھ، ص ۳۶۔

۴۲)۔ علامہ عمادالدین ابن کثیر، تاریخ ابن اکثیر، مترجمہ عبدالرشید ندوی، نفیس اکیڈمی، کراچی، جون ۱۹۸۸ء، ص ۵۶۷۔

۴۳)۔ حافظ ابوبکر بن احمد بن علی الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد (عربی) الجزالعاشر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، تاریخ اشاعت ندادد، ص ۵۶۔

۴۴)۔ الکامل لابن اثیر (عربی) جلد ۱۴، ص ۴۴۔

۴۵)۔ تاریخ بغداد (عربی) جلد ۱۴، ص ۶۔

۴۶)۔ ملخص از تاریخ اسلام جلد سوم، ص ۱۰۳۔

۴۷)۔ تاریخ اسلام، جلد سوم، ص ۱۵۲ (بحوالہ عقد الفرید، جلد ۱، ص ۹۔

۴۸)۔ الکامل ابن الاثیر، جلد ۴، ص ۱۷۸۔

۴۹)۔ محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، مترجمہ عبدالحی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، سن ندارد، ص ۸۲ - ۲۸۱۔

۵۰)۔ ایضاً، ص ۳۶۵۔

۵۱)۔ تزک جہانگیری (خودنوشت سوانح عمری) مترجمہ، اعجازالحق قدرسی، مجلس ترقی ادب، لاہور، اگست ۱۹۷۰ء، ص ۱۹۔

۵۲)۔ رشید احمد ندوی، اورنگزیب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۴۱۷۔

۵۳)۔ ایضاً۔